

سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل ایم۔اے ۱۴ وارث روڈ۔لاہور } ایڈیٹر انچیف

پادری غلام مسیح صاحب میکلوڈ روڈ۔لاہور } اسسٹنٹ ایڈیٹر

پادری ڈبلیو۔جے کلارک صاحب ایم۔اے۔ایمپرس روڈ۔لاہور } مینیجر

جملہ خط وکتابت وترسیل زر وغیرہ بنام مینیجر صاحب ہونا چاہئے تمام مضامین واشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کرکے بنام ایڈیٹر ارسال فرماکر ممنون فرمائیں ؂

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۳	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۹۔ اکتوبر ۱۹۲۵ء	نمبر ۴۱

لائل پور چرچ پلپٹ

ادھورے دل کی مخصوصیت کا خوفناک نتیجہ

۱ سموایل ۱۵:۱۴

یہ مضمون اشاعت ماقبل میں نکلنا تھا۔ جو مضمون سمسون کی بابت اشاعت ماقبل میں نکل چکا ہے وہ نمبر ہذا میں شائع ہونا تھا۔ پر ہماری غلطی سے یہ تقدم وتاخر ہو گیا۔ پادری وزیر چند صاحب کے مضامین ایک خاص سلسلہ رکھتے ہیں جنکا آگے کو خیال رکھا جائیگا۔ ایڈیٹر

ساؤل شاہ اسرائیل کو خدا نے ایک خاص کام سپرد کیا تھا۔ اسے یہ حکم ملا کہ "عمالیقیوں کو مار اور جو کچھ کہ انکا ہے ایک لخت حرم کر اور اُن پر رحم مت کر۔ بلکہ مرد اور عورت ننھے بچے اور شیرخوار اور بیل۔ بھیڑ اور اونٹ اور گدھے تک سب کو قتل کر۔" یہ کمیشن تھی جس پر ساؤل کو ایک سپاہ کا سردار بنا کر بھیجا گیا تھا۔

اس واقعہ میں جو اس باب میں ذکر ہے بیشک ایک فتح کا ذکر ہے۔ مگر دراصل اس میں شکست کا بیان پایا جاتا ہے۔ ساؤل نے بجائے اس کے کہ عمالیقیوں کو اور ان کے سب کچھ کو تہ تیغ کرے اُن کے بادشاہ کو جیتا پکڑ لیا "اور اچھی اچھی بھیڑوں اور بیلوں کو اور پالے ہوئے بچھڑوں کو اور برّوں کو اور سب کچھ جو اچھا تھا جیتا رکھا۔ اور نہ چاہا کہ انہیں حرم کرے۔ مگر ہر ایک چیز کو جو ناقص اور نکمی تھی اُس کو بالکل ہلاک کیا"۔ یہ شکست ہے۔ کیونکہ اس نے اس مشن کو جس پر وہ بھیجا گیا تھا پورا نہ کیا اور جب سموایل نبی وہاں میدان میں جہاں اُن کا کیمپ تھا آیا تو بھیڑوں کے ممیانے اور بیلوں کے ڈکرانے "سے" اس کو فوراً معلوم ہو گیا کہ اُس نے خدا کے حکم کو پورے طور سے بجا لانے میں کوتاہی کی ہے۔ اس کا باعث یہ تھا کہ ساؤل پورے طور سے مخصوص شدہ خادم نہیں تھا۔ اُس کی مخصوصیت ادھورے دل سے تھی۔ کچھ تو وہ خدا کے مقصد کو پورا کرتا تھا اور کچھ اپنی جسمانی خواہشوں کو پورا کرتا تھا۔

اس سبق میں اُس کا فقط یہی قصور نہیں کہ اس نے بادشاہ کو اور بھیڑوں بکریوں جیتا رکھا اور اس طرح خدا کے حکم کی نافرمانی کی۔ بلکہ اس کا ہولناک جرم یہ ہے کہ اُس نے خدا کے مقصد کو پورا ہونے نہ دیا۔ خدا وسیلوں سے اپنا کام لیتا ہے۔ کیسی خوفناک بات ہے جب وسیلہ بجائے خدا کے مقصد کو پورا کرنے کے خود سد راہ بنجائے آؤ ہم معلوم کریں کہ اس کا کیا باعث تھا۔

اوّل۔ ساؤل پورے طور سے مخصوص شدہ خادم نہیں تھا۔ اس میں اپنی عزت کی خواہش اور خودنمائی تھی۔ بھلا جہاں انسان کو اپنی عزت کی خواہش ہو وہاں خدا کی عزت کی غیرت کہاں ہو سکتی ہے۔ ساؤل نے اجاج بادشاہ کو جیتا پکڑ لیا تاکہ بڑی شان وشوکت کے ساتھ اپنی فتحمندی کے جلوس کو ترتیب دے اور اسیر شدہ بادشاہ کو بطور فتح کے نشان کے جلوس کا ایک حصہ بنائے "تاکہ جن جن جگہوں میں سے وہ گذرے لوگ معلوم کریں کہ کیسا بڑا بادشاہ ہے اور اُسکی اپنی عزت کی خواہش نے اُسے اس معاملہ میں فیل کر دیا۔

دوئم - جسمانی خواہش - لذیذ کھانے کی خواہش تھی - اچھی اچھی بھیڑوں اور موٹے موٹے بیلوں کو رکھ لینا نہ صرف خود نمائی بلکہ خود غرضی بیچ میں آگئی - اپنی غرض، اپنی دلچسپی نے شاؤل کو کامل طور پر مخصوص شدہ خادم نہ بننے دیا۔

سوئم - جھوٹی عبادت اور ظاہرداری اس میں تھی. شاؤل کے دل میں تو اپنی عزت کی خواہش اور خود غرضی تھی - مگر ان کو چھپانے اور بھیڑ بکریوں کو جیتا رکھنے میں اپنے آپ کو راستباز ٹھہرانے کے لئے اُس نے عبادت کی آڑ ڈھونڈھی - جب نبی نے اُس سے پوچھا کہ یہ کیا ہیں تو جواب دیا کہ لوگ اچھے اچھے جانور لے آئے ہیں تاکہ جلجال میں خداوند تیرے خدا کے آگے قربانی کریں - یہ محض ظاہرداری تھی جس سے وہ خدا کو خوش کرنا چاہتا تھا - خدا جو ہمیشہ نیت کو دیکھتا ہے ان ظاہرداری کے کاموں سے خوش نہیں ہوتا۔

نتیجہ کیا ہوا. شاؤل جسکو ایک خاص حق حاصل ہوا تھا کہ "خدا کی میراث کا سردار ہو" اور اس حیثیت میں اُس کی برگزیدہ قوم میں ایک اعلےٰ خدمت پر ممتاز ہو اور بنی اسرائیل کے حق میں خدا کے مقصد کو پورا کرے۔ اس سے وہ حق چھینا گیا اور اس سے بادشاہ ہونیکا موقع واپس لے لیا گیا وہ خود رد کیا گیا - یہ کیسی خوفناک بات ہے

ہم جو مسیحی ہیں ہمیں بھی بعینہٖ وہی کام روحانی عالم میں سونپا گیا ہے - کلسیوں ۳: ۵ میں لکھا ہے "پس اپنے اُن اعضا کو مردہ کرو جو زمین پر ہیں حرامکاری اور ناپاکی اور شہوت اور بری خواہش اور لالچ کو جو بت پرستی کے برابر ہے کہ انہی کے سبب سے خدا کا غضب نافرمانی کے فرزندوں پر نازل ہوتا ہے" ان اعضا کو حرم کرنے کا حکم ہے - اور ہمارا مقابلہ محض ایک جبار قوم کے ساتھ نہیں بلکہ ابلیس کے منصوبوں کا مقابلہ ہے" اور "خون اور گوشت سے نہیں - بلکہ حکومت والوں اور اختیار والوں اور اس دنیا کی تاریکی کے حاکموں اور شرارت کی اُن روحانی فوجوں سے جو آسمانی مقاموں میں ہیں۔"

شاؤل سے کہیں زیادہ ضروری مہم پر ہر ایک مسیحی کو بھیجا جاتا ہے اور اگر ہم پورے طور سے مخصوص شدہ آدمی نہیں ہیں تو ہم ان اعضا کو مار نہیں سکتے مخصوصیت یہ ہے "کہ اپنے بدن ایسی قربانی ہونے کے لئے نذر کرو جو زندہ اور پاک اور خدا کو پسندیدہ ہو - یہی تمہاری معقول عبادت ہے" مگر افسوس یہ ہے کہ ہم پورے طور سے اپنے آپ کو اس کی نذر نہیں کرتے ہیں - ہم یہ خود نمائی - خود غرضی - مادیت - ظاہریت اگر رخنہ ڈال دیتی ہیں - اور ظاہری عیسائیت کی آڑ میں خواہ ہم کتنا ہی اپنے آپ کو چھپائیں - ہماری ادھوری مخصوصیت کا خوفناک بہانا لوگ سنینگے اور فوراً معلوم کرینگے کہ ہم خالص مسیحی نہیں اور نہ ہی فتحمندی کی زندگی بسر کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ کیا ہوگا ہم رد کئے جائینگے اور ہمارے موقع ہم سے لے لئے جائینگے - جسکو ایک توڑا ملا تھا اس نے اسے استعمال نہیں کیا - اُس کی سزا یہ تھی کہ وہ خود رد کیا گیا اور اس کا وہ ایک توڑا بھی اس سے چھین لیا گیا - آج ہزاروں مسیحی ایسے ہیں جنکو خدمت کرنے اور فائدہ مند ہونے کا تھوڑا سا موقع بخشا گیا - شائد کوئی لیاقت ہو - شائد کوئی خاص وصف بخشا گیا - شائد علم ہو شائد دولت ہو لیکن بجائے خدا کے جلال کے لئے اس کو استعمال کرنے کے اس کو خودنمائی کے رومال میں لپیٹ کر اُس کو خودغرضی اور مادیت کی مٹی میں دبا رکھا ہو اور اس طرح خدا کے مقصد کو اپنی زندگی میں پورا ہونے نہ دیا ہو - تعجب نہیں کہ خدا ایک دن انہیں رد کردیگا اور وہی موقع کسی اور کو بخشیگا - سنا جاتا ہے کہ ایک لیڈی اپنی جوانی میں بہت اعلےٰ گانے والی تھی - ایک دن اُس کے پاسٹر نے اُس سے التجا کی کہ فلاں مجلس میں ایک بھجن گائیں - اُس لیڈی نے سامعین کے کم ہونے یا کسی اور خود غرضی کی نیت سے انکار کر دیا - کہتے ہیں کہ تب سے اس لیڈی سے خوش الحانی کا انعام چھینا گیا اور آجتک وہ بالکل گا نہیں سکتیں ہیں

ذریر چند

حالات سیالکوٹ کنونشن

سیالکوٹ کنونشن مقررہ تاریخ ۲۳ ستمبر ۱۹۲۵ء بفضل خدا فراہم ہوئی کمیٹی کا انتظام کمال دانائی اور حکمت خداداد کا مصداق تھا - ۲۳ ستمبر کی ڈیڑھ بجے والی ٹرین سیالکوٹ سٹیشن پر عجب اور نرالی بہار دکھا رہی تھی - دیگر اسٹیشن پر مہمانوں کے استقبال کے لئے مستعد استادہ تھی - ٹم ٹم اور ٹانگہ والوں کی آوازیں کہ چلو یار دیکھ کنونشن میں جانے والو بڑی دلکش اور فرحت بخش تھیں - پہلی رات والی میٹنگ جو کنونشن کی افتتاحی میٹنگ تھی قدرے بوندا باندی اور تیزی ہوا کے باعث بڑے شامیانے کی بجائے سی - ٹی - آئی - ہال میں منعقد ہوئی - امسال کنونشن کے چیئرمین مشہور و معروف اور نامور بزرگ ڈاکٹر کلینسی صاحب تھے - آپ کا اسم گرامی ہی کنونشن کی رونق اور زینت تھی - آپ کی افتتاحی تقریروں میں مقناطیسی اثر تھا - امسال کی کنونشن میں پنجاب سے باہر دور دراز سے مشہور اور معروف اور نامور بزرگ . . . مدعو تھے - پادری پی جونس از آسام مدتوں کے بعد سیالکوٹ کنونشن میں تشریف لائے تھے اور جناب بشپ جے - ڈبلیو - ابنس صاحب دہلی اور پادری میکاؤ صاحب اٹیہ یو - پی - ان صاحبان کی موجودگی نے اور اردو اور انگریزی تقریروں نے امسال سیالکوٹ کنونشن کو چار چاند لگا دیئے - ۲۶ ستمبر کی شام کو رجسٹر میں ۱۳۰۰ حاضری تھی (دیکھو صـ ۱۱)

نورافشاں

مطبوعہ ۹ اکتوبر سنہ ۱۹۲۵ء

نورافشاں کے دوستوں سے التماس

نورافشاں کے بعض دوستوں اور خریداروں کی طرف سے کئی دفعہ اس بات کی شکایت دفتر اخبار میں پہنچی ہے کہ اُنہیں اخبار وقت پر نہیں پہنچتا اور کئی اصحاب کو متواتر نہیں ملتا۔ کئی کئی ہفتہ تک اخبار موصول نہیں ہوتا۔ ہم اپنے ایسے دوستوں کی آگاہی اور تسلی کے لئے ذیل کی گذارش کرتے ہیں۔

۱۔ بفضل خدا آجتک یہ کوشش ہوتی رہی ہے کہ اخبار ہر ہفتہ شائع ہو۔ لیکن کبھی کبھی کاتب کی بیماری کی وجہ سے یا اُس کے بال بچوں کی بیماری کی وجہ سے رخصت پر جانے کے سبب سے اخبار کی کتابت میں اور چھپائی میں تاخیر ضرور ہوئی ہے یا کبھی چھاپہ خانہ میں چھپائی کے روز کسی تہوار کے باعث چھٹی ہوجانے کی وجہ سے بھی چھپائی میں تاخیر ہوئی ہے۔ مگر آجتک ایسی تاخیر ۴۸ گھنٹے سے زیادہ کبھی نہیں ہوئی۔ اخبار جمعہ یا سنیچر کے روز ضرور مینیجر صاحب کے دفتر سے پوسٹ ہوتا رہا ہے۔ ایسی تاخیر کا امکان آگے کو بھی ہوسکتا ہے کیونکہ دکھ بیماری اور رنج وراحت کے رشتے نورافشاں کے کارکنوں سے بھی وابستہ ہیں۔ اس کے لئے نورافشاں کے سٹاف کو معذور خیال فرمانا چاہیئے۔ تو بھی ہم آگے کو ضرور کوشش کرتے رہینگے کہ اخبار یہاں سے جمعہ کے روز ہی پوسٹ ہوتا رہے۔

۲۔ لیکن نورافشاں کی تاخیر کے اور اسباب بھی ہیں جنکا اکثر کم خیال کیا جاتا ہے۔ مثلاً بعض اوقات ہمارے خریداروں کی کسی جگہ سے دوسری جگہ تبدیلی ہوجاتی ہے وہ اپنا نیا پتہ وقت پر نورافشاں کے دفتر میں نہیں بھیجتے۔ اخبار پُرانے پتہ پر جاتا رہتا ہے جو یا تو دیری میں ملتا ہے یا یونہیں رل جاتا ہے۔ بعض جگہوں میں پوسٹ آفس کا مکمل انتظام نہ ہونے کی وجہ سے اخبار دیری میں پہنچتا ہے۔ بعض وقت نورافشاں کے دفتر میں خریدار کا درست پتہ نہ ہونے کی وجہ سے اخبار نامعلوم پتہ پر پوسٹ ہوتا رہتا ہے اور کم سے ملتا ہی نہیں ہے۔ پس ایسے ایسے اسباب کی موجودگی میں ممکن ہے کہ بعض دوستوں کو اخبار نہ ملنے کی شکایات پیدا ہو۔ لیکن دوستوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ایسے اسباب پر نورافشاں کا دفتر ہرگز فتح نہیں پاسکتا ہے یہ لاعلاج امراض دنیا کے ہر ایک اخبار کو لگے ہیں۔ نورافشاں اخبار ہوکر اس مرض متعدی سے بچ نہیں سکتا ہے۔

۳۔ جن اسباب وامراض اور کوتاہیوں کا ذکر کیا گیا ہے اُن کا علاج صرف اس قدر ہے کہ جس ہفتہ کا اخبار کسی خریدار کو نہ ملے اُسکی بابت مینیجر نورافشاں کو خبر دی جائے۔ آپ کا پتہ نورافشاں کے ہر ایک نمبر کے منوہ چہرے پر لکھا ہوتا ہے۔ جہاں تک ممکن ہوگا مینیجر صاحب اس بات کی مقدور بھر کوشش کرینگے کہ آپ کی شکایت رفع ہو۔

۴۔ آخر میں ہم اپنے مضامین نگاروں کی شکایات کی بابت اس قدر گذارش کر دینا چاہتے ہیں کہ ہم کسی قابل اشاعت مضمون کو جو دفتر میں پہنچ چکا ہو ضائع نہیں کرتے ہیں۔ ہر ایک نمبر اخبار میں ان مضامین کو نکالنے کی پہلے کوشش کی جاتی ہے جو بہتر ہوتے ہیں۔ قابل اصلاح مضامین تاخیر میں ڈالے جاتے ہیں اس وجہ سے اگر کسی صاحب کا مضمون جلد اخبار کے اوراق کی زینت بنتا نظر نہ آئے تو سمجھ لینا چاہئے کہ یا تو اصلاح طلب ہے یا قابل اشاعت سمجھا نہیں گیا۔ ایسی حالت میں نامہ نگار دوستوں کو بجائے مضامین نویسی کو طلاق دینے کے بہتر مضامین لکھکر بھیجنے کی سرگرم کوشش کرنا چاہئے تا کہ مضمون نگاری کے فن میں ترقی ہو۔ ہم ایسے اصحاب کے مضامین کی ہمیشہ سے قدر کرنے والے ہیں۔

مہاتما گاندھی کے خیالات

ہم ناظرین کرام کی ضیافت طبع کے لئے ذیل میں مہاتما گاندھی کے خیالات سری کرشن کی بابت۔ مہابھارت کی بابت۔ سکھ صاحبان اور اُن کے گرو صاحبان کی نسبت بندے ماترم لاہور مطبوعہ ۴ و ۷ اکتوبر سے پیش کرتے ہیں۔ یہ خیالات نہ صرف ہمارے ناظرین کرام کی واقفیت کو بڑھانے والے ہیں۔ بلکہ ہمارے مسیحی مناّدوں کے لئے مفید ثابت ہوسکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ اپنے کام میں دانائی کے ساتھ انکا استعمال کریں۔ ایڈیٹر

آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے اجلاس کے موقع پہ مجھے مہاتما جی سے گفتگو کرنے کا موقع ملا۔ سکھوں کی موجودہ حالت پر بات چیت ہوتی رہی۔

ناظرین کرام کو معلوم ہوگا کہ اپریل کے شروع میں ایک انقلاب پسند نے مہاتما گاندھی کو لکھا تھا کہ تشدد کرنے والوں کو آپ گمراہ دیش بھگت کہتے ہیں تو کیا آپ سری کرشن۔ گورو گوبند سنگھ بسیما جی میر جی۔ لینن مہا پرشوں کو بھی گمراہ دیش بھگت کہینگے؟ اس کے جواب میں مہاتما جی نے ینگ انڈیا میں ایک مضمون سپرد قلم کیا تھا۔ جس میں آپ نے لکھا تھا کہ ان کے متعلق میں فیصلہ نہیں کرسکتا۔ لیکن اگر میں ان کے زمانہ میں ہوتا تو میں اس وقت بھی یہ

کہنے سے کبھی نہ جھجکتا کہ اگر شانت متی کے نقطۂ خیال سے دیکھا جائے تو وہ لوگ گمراہ دیش بھگت تھے۔ اس معاملہ پر خوب غور و خوض ہوتا رہا۔ آخرکار آپ نے ینگ انڈیا کی فائل دیکھ کر فرمایا کہ میں اس وقت شانت متی اور تشدد کے سدھانت پر لکھ رہا تھا اور جہاں تک سدھانت کا تعلق ہے۔ میں شانت متی اور اہنسا کے سدھانت کو تسلیم کرتا ہوں۔ حالانکہ وہ اس سدھانت کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ یوں میرے دل میں سکھ گوروؤں کی جو شردھا اور عزت ہے وہ آپ جانتے ہی ہیں۔ جب یہ دریافت کیا گیا کہ جب ان تمام کو گمراہ دیش بھگت خیال کرتے ہیں تو آپ کو سری کرشن کی خاص تعریف و توصیف کی کیا ضرورت محسوس ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ جو خیالی تصویر سری کرشن کی میرے دل میں ہے وہ تو پرماتما ہے باقی مہابھارت والے دیش بھگت کو میں ویسا ہی گمراہ دیش بھگت خیال کرتا ہوں جیسا کہ دیگر حامیانِ تشدد کو۔ پھر فرمایا کہ آپ کا اعتراض سمجھ گیا ہوں اس کے متعلق ینگ انڈیا کی آئندہ اشاعت میں لکھونگا۔ جس سے تمام غلط فہمی دور ہو جائیگی۔ کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے میرے مضمون کے اصلی مطلب کو نہیں سمجھا۔ میں اس کو پھر ایک دفعہ بوضاحت بیان کرونگا

۱ اکتوبر کے بندے ماترم میں ذیل کا بیان آیا ہے :-

سردار منگل سنگھ نے آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے اجلاس پٹنہ پر میری توجہ ۹ اپریل کے ینگ انڈیا میں شائع شدہ مضمون بعنوان "میرا انقلاب پسند دوست" کی طرف دلائی۔

اُنہوں نے مجھے کہا کہ میرے بہت سے سکھ دوستوں کے جذبات کو اس آرٹیکل سے صدمہ پہنچا ہے۔ کیونکہ میں نے گورو گوبند سنگھ جی کو ایسے محب وطنوں میں شمار کیا ہے جنکی طاقتیں غلط طور صرف کی گئیں اور کہ میں نے کرشن جی کی بہت تعریف کی ہے۔ سردار جی نے میری توجہ اس بات کی طرف دلائی کہ میں جلد سے جلد اپنے اس فقرے کی توضیح کر دوں جو کہ میں نے استعمال کیا۔ میرے ناظرین جو ینگ انڈیا غور سے پڑھتے ہیں اس بات کو جانتے ہیں کہ میں اپنے الفاظ کو جانچ تول کر استعمال کرتا ہوں۔ میں نے کوئی فیصلہ کن بیان شائع نہیں کیا جو کچھ میں نے کہا ہے اُس کا مطلب صرف یہ ہے کہ اُن تمام بیانات کا یقین کرتے ہوئے جو اُن تمام نیتاؤں کی بابت کہے گئے ہیں۔ جن میں گورو گوبند سنگھ جی بھی شامل ہیں۔ اگر میں اُن کا ہمعصر ہوتا۔ میں اُن تمام کو ایسے محب وطن کہتا جنکی شکتی غلط پیرائے میں صرف کی گئی۔ لیکن دوسرے ہی فقرے میں میں نے یہ الفاظ ایزاد کر دیئے اور میں ان نیتاؤں کے کارناموں کی تفصیلات کا یقین نہیں کر سکتا اور اس بارے میں پرانی تواریخ بھی قابل یقین نہیں۔ سکھ گوروؤں کی بابت میرا یہ یقین ہے کہ وہ تمام بڑے ریفارمر اور مذہبی پرچارک تھے اور تمام ہندو تھے۔ گورو گوبند سنگھ جی ہندو دھرم کے سب سے بڑے محافظوں میں سے تھے۔ میں اس بات کا بھی یقین کرتا ہوں کہ گورو صاحب نے دھرم کی رکھشا کرنے کے لئے تلوار چلائی۔ لیکن جہاں تک کہ تلوار کے استعمال کا تعلق ہے میں اُن کے کارناموں کی جانچ پڑتال کرنے کے ناقابل ہوں اور میں اُن کی مثال بھی کر کی نہیں دے سکتا۔ اگر میں اس زمانے میں پیدا ہوتا تو مجھے معلوم نہیں کہ میں ویسے ہی خیالات رکھتا ہوا کیا کارروائی کرتا۔ ایسے خیالات کو اپنے دل ہی میں لانا میں وقت کا ضائع کرنا تصور کرتا ہوں۔ میں سکھ دھرم کو ہندو دھرم سے مختلف نہیں سمجھتا میں اسے ہندو دھرم کا ایک جزو اور اصلاح سمجھتا ہوں (جیسے کہ وشنو دھرم) یرودا جیل میں میں نے سکھ دھرم کے متعلق وہ تمام کتابیں جو مجھے مل سکیں پڑھیں۔ میں نے گرنتھ صاحب کے چند حصص کا پاٹھ بھی کیا۔ میں نے گرنتھ صاحب کی دھارمک اور اخلاقی تعلیم کو نہایت پُر فضا پایا۔ آشرم میں جن بھجنوں کا پاٹھ کیا جاتا ہے اُن میں گورو نانک دیو جی کے شبد بھی شامل ہیں۔ تاہم مجھے سکھوں سے کوئی شکایت نہیں۔ اگر وہ سکھ دھرم کو ہندو دھرم سے علیحدہ خیال کرنا چاہیں اور جب میرے پنجاب میں پہلے دورہ کے وقت چند سکھ معززین نے مجھے کہا کہ میرے ہندو دھرم اور سکھ دھرم کو ایک ہی چیز بتلانے سے سکھ اصحاب کے جذبات کو صدمہ پہنچتا ہے۔ تو میں نے ایسا کہنے سے پرہیز کیا۔ لیکن جب مجھے سکھ دھرم کے متعلق اظہار رائے کے متعلق کہا جائے اور میں یہ الفاظ کہوں تو سکھ اصحاب کو مجھے معاف کر دینا چاہیئے۔

رہا سری کرشن جی کی بابت۔ حالانکہ گورو صاحبان کی نسبت میں نے تواریخی نیتاؤں کی حیثیت میں جنکی نسبت مصدقہ حالات بہم پہنچ سکتے ہیں بحث کی مجھے علم نہیں کہ سری کرشن جی کبھی انسانی روپ میں تھے میرے کرشن جی کا تواریخی شخصیت سے کوئی تعلق نہیں۔ میں اس کرشن کے سامنے جو شخص اس لئے مارتا ہے۔ کیونکہ اُس کی شان کو بٹہ لگتا ہے سر جھکانے سے انکار کرونگا! ایسے کرشن جی کے سامنے جیسے ہندو بُرے چال چلن کا نوجوان بتلاتے ہیں۔ میرے خیالی کرشن جی پورے اوتار اور بے لوث شخصیت تھے۔ جنہوں نے گیتا کا اُپدیش دیا اور جنہوں نے لکھوکھا اشخاص کو اعلےٰ تعلیم دی لیکن اگر کوئی مجھے یہ ثابت کر دے کہ مہابھارت

اُسی طرح ایک تواریخی کتاب ہے جس طرح کہ موجودہ زمانے کی تواریخ کہ مہابھارت کا ہر ایک لفظ مصدقہ ہے اور کہ کرشن جی نے واقعی وہ کارہائے نمایاں کئے جن کا ذکر کہ مہابھارت میں کیا گیا ہے اور انہوں نے اس بات کی بھی پرواہ نہ کی کہ اُن کو ہندو دھرم سے خارج کر دیا جائیگا تو میں کرشن جی کو اوتار ماننے میں دریغ نہیں کرونگا*

لیکن میں مہابھارت کو مذہبی کتاب تصور کرتا ہوں جو زیادہ تر اشارے کے طور پر ہے اور اس لئے یہ نہیں لکھی گئی کہ اسے تواریخ تصور کیا جائے۔ یہ ہماری اندرونی کشمکش کا نقشہ ہے۔ اور اس کشمکش کو اس وضاحت سے بیان کیا گیا ہے کہ ہم کچھ دیر کے لئے یہ ماننے لگ جاتے ہیں کہ ایسے اشخاص واقعی کسی زمانہ میں زندہ رہے اور اُنہوں نے واقعی ایسے کام کئے۔ نہ ہی میں مہابھارت کو اصل مہابھارت کی درست نقل تصور کرتا ہوں۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ اس میں بہت سی تبدیلیاں ہو چکی ہیں*

مُسلم نما نصرانی جماعت

الٰہی مذہب وہی ہے جسے انسانی منصوبوں سے گزند نہ پہنچے۔ مسیحیت کے مخالفوں کو اِس بات کا کافی تجربہ ہو چکا ہے۔ مرزا صاحب نے کہا کہ "نصاریٰ کے ملا ہی بیشک دجال معہود ہیں"۔ مگر مرزا جی کو وفات پائے چند ہی سال گذرے ہیں کہ احمدیوں کو "نصاریٰ" کے نام سے پکارا جانے لگا ہے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ جناب سکریٹری انجمن اصلاح المسلمین نے کیفیت مباحثہ سیالکوٹ پر نور افشاں میں ریویو کرتے ہوئے لکھا ہے کہ چونکہ مُسلمان کہلانے والوں میں صرف احمدی جماعت ہی وہ فرقہ ہے جو مسیح کو مصلوب مانتے ہیں۔ لہٰذا احمدیت مسیحی مذہب ہی کا ایک جزو ہے۔ آج ہم پیغام صلح لاہور (۳۰ ستمبر ۲۵ء) میں پڑھتے ہیں کہ

"مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیتہ العلما کا ایک خط ڈاکٹر کچلو کے جواب میں ۱۳ اگست کے تنظیم میں شائع ہوا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کو مخاطب کرکے وہ لکھتے ہیں کہ آپ ذی علم ہیں۔ پنجاب کے رہنے والے ہیں۔ مرزا اور مرزائیوں کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں اگر واقعی اس جماعت نے انبیا علیہم السلام کی توہین کی ہے اور ایک کاذب مدعی نبوت کی تائید میں خاتم النبین کا استہزا کیا ہے اور ایک ملعون اور مردود جھنڈے کو رحمتہ اللعالمین کے جھنڈے تک پہنچا دیا ہے تو ایسے مرتدین کی ہمت افزائی کرکے اسلام کی تخریب نہ کیجئے۔ اس گورنمنٹ پرست نصرانی نما جماعت کے مقابلہ میں بھی اعلائے کلمتہ الحق کا اظہار کیجئے"۔ (پیغام صفحہ ۴)

اس موقع پر ہمیں سیف القلم مسٹر اکبر مسیح مرحوم کا قول یاد آ گیا ہے کہ مرزا صاحب کی ذات سے اگر نقصان پہنچا ہے تو اسلام کو۔ ورنہ مسیحیوں کے لئے تو اُن کا دم غنیمت ہے (منارۃ البیضا) احمدیوں کو مسیحیت کے اس معجزہ سے انکار نہیں کرنا چاہئے کہ تمہارے پیر جی نے نصاریٰ کو دجال کہا تو آج اس کا یہ نتیجہ ہے کہ احمدی جماعت ہی کو "مُسلم نما نصرانی جماعت" کہا جاتا ہے۔ اور اگر پیغام صلح کلمہ گو حامیان جمیعتہ العلما کو "فی الحقیقت مُسلم نما نصرانی جماعت" قرار دیں تو یقیناً ہم اسے بھی مرزا صاحب کا ایک معجزہ مان لینگے۔ کیا خوب نصرانیوں کو نابود کرنے آئے تھے آپ "ہی مسلم نما نصرانی" بن گئے ؎

کافر انہیں بنانا تھا یہ کیا کیا بتو
تم آپ اُن سے ملکے مُسلمان ہو گئے

خان

اسلام میں اصلاح کی ضرورت

مصر میں کافر پیدا ہونے لگے

علمأ اور گورنمنٹ کا مقابلہ

مشرقی ممالک کے آزادی میں اصلاحات کا دور دورہ ہے۔ گذشتہ دو سال کے عرصہ میں ترکی نے حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ اور آج اس کا شمار مہذب اقوام میں ہونے لگا ہے۔ دقیانوس اور مہذب فرقے کے درمیان کشیدگی کی ابتدا ملک مصر سے شروع ہوئی تھی۔ لیکن آج یہ تحریک دنیا کے تمام مُسلمانوں میں پھیل گئی ہے۔

شیخ علی عبد الرزاق نے مصر میں ایک تصنیف کی ہے جس میں اسلام کے موجودہ عیوب کو کھول کر بیان کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے کہتے ہیں کہ ایسی کتاب آج تک نہیں لکھی گئی۔ اس پر دوسری پارٹی کے مُسلمان جوش میں آ گئے۔ اور اُنہوں نے حکومت مصر سے مطالبہ کیا ہے کہ اس کتاب کو فوراً ضبط کر لیا جائے۔ لیکن حکومت مصر اپنے ملک کے مسلمانوں کی بات کو بھی زیادہ وقعت نہیں دیتی جس طرح ہندوستان کے علماء کی بات پر حکومت دھیان نہیں دیتی اس طرح حکومت مصر نے بھی علماء کا خیال چھوڑ دیا ہے۔ حکومت مصر نے نہایت دانشمندی سے اپنے آپ کو اس بات سے علیحدہ ہی رکھا ہے اور وہ اس معاملہ میں مداخلت نہ کرنا ہی مناسب خیال کرتی ہے۔ مصر کا تعلیم یافتہ طبقہ مسلم لوتھر (مصنف کتاب ہذا) کی کوششوں کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور ان کا خیال ہے کہ "مُسلم لوتھر" ان کی اخلاقی روحانی اور علمی اصلاحات کا بانی مبانی ہے لیکن

اس کے برعکس علا پارٹی کہتی ہے کہ شیخ عبدالرزاق یا مسلم لوتھر نے اسلام کو تباہ کر دیا ہے۔ اور مسلمانوں کو اُن کے بانی کو چھوڑ دینے کا مشورہ دیا ہے۔

اُنہوں نے افسران بالا کو اس معاملہ کا جائز نوٹس لینے کو کہا لیکن وہ اس طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ ان کی تمام کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔ اور کافر پارٹی روز بروز زیادہ مضبوط اور طاقتور ہوتی جا رہی ہے۔

شیخ علی نے نہایت بہادری سے جھوٹے اور بناوٹی اعتقادات کا خاتمہ کر دیا ہے آپ نے اسلام کے جوڈیشیل سسٹم کی نہایت مدلل طریقے سے قلع قمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ آپ نے مسلمانوں سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے خلیفہ کا خیال چھوڑ دیں اور مذہب اور حکومت کو دو مختلف باتیں خیال کرنے لگیں۔ تاکہ ملک میں زمانہ حال کی ایجادات رائج کی جا سکیں۔ مسٹر علی کی یہ تحریک لوتھر کی پروٹسٹنٹ تحریک کی مانند ہے اور ایک روز اس کے ذریعے اسلام کی حالت کو بہتر بنایا جا سکیگا (سندھ آبزرور)

پرتاپ ۹/۲۵ صفحہ ۲، کالم اوّل

آریہ سماج مرگئی

آریہ سماج کیا ہے۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ اگر سناتن دھرم میں بیواؤں کی شادی اور نیوگ کے عمل کو داخل کر دیا جائے تو آریہ سماج اور سناتن دھرم میں کچھ فرق نہیں رہتا معمولی اختلافات کو چھوڑ کر یہی دو اہم عقائد ہیں جو سناتن دھرم اور آریہ سماج کے درمیان حد فاصل ہیں۔ پس اگر ان ہر دو مسائل کو آریہ سماج ترک کر دیں تو اس میں کچھ شک نہیں رہ جاتا کہ آریہ سماج مرگئی اور سناتن دھرم بدستور سابق کامیاب رہا۔ اب تک ہمارا خیال تھا کہ آریہ سماج نیم مُردہ ہے۔ مگر پنڈت مولراج صاحب ناگر کے مضمون زیر عنوان "سناتن دھرم کیا ہے؟" مندرجہ ہندو لاہور نے ہمیں یقین کرا دیا کہ سچ مچ آریہ سماج مرگئی۔ ہاں یہ بھی سچ ہے کہ آریہ سماج زندہ ہیں۔ مگر اس کے باوجود بھی اس امر کی صداقت میں کچھ کمی نہیں ہو جاتی کہ آریہ سماج مرگئی۔ پنڈت جی فرماتے ہیں کہ:-

"سناتن دھرم بیوہ کی شادی برہمن کھشتری اور ویش ان تینوں ورنوں میں منع کرتا ہے۔ اور شودر ورن کو کھلی اجازت دیتا ہے۔ مگر آریہ سماج بھی تحریری طور پر بیوہ کی شادی کے خلاف ہے۔ مگر عملی طور پر زمانہ کے حالات کو دیکھ کر اس کے رواج کے لئے سب ورنوں میں زور دیتا ہے۔ اسی طرح سناتن دھرم نیوگ کے رواج اور پشو یگیہ پراشر سمرتی اور رشی منو کے قول کے مطابق کل یگ میں منع اور منسوخ شدہ امر مانتا ہے اور اس پر عمل کرنا دھرم شاستر کے برخلاف سمجھتا ہے۔ مگر آریہ سماج اس رواج کو تقریری طور پر تسلیم کرتا جاتا ہے۔ مگر اس پر عمل نہیں کرتا۔ گویا عملی طور پر سناتن دھرم کی پیروی کرتا ہے۔ علاوہ بریں ہندو دھرم کے جو دس اصول ہیں دونوں فریق (آریہ اور سناتنی) ان کو یکساں طور پر مانتے ہیں۔" (روزانہ ہندو ۲۵/۹)

یہ اقتباس پڑھ کر ہمارے منہ سے ناچار نکلتا ہے کہ ہاں آریہ سماجی زندہ ہیں مگر آریہ سماج مرگئی۔ آریہ سماجی زندہ اس وجہ سے ہیں کہ وہ ہندو جماعت کی سوشل برائیوں اور رواجوں کے خلاف ایک زبردست اور کامیاب جدوجہد میں مصروف ہیں۔ مگر یہ کام وہ شخص بھی کر سکتے ہیں جو ویدا اور ہندو دھرم کے معتقد نہ ہوں۔ آریہ سماج کی زندگی جماعتی جدوجہد پر مبنی ہے نہ کہ مذہبی طور پر (ترجمان)

آریوں کی خفیف الحرکتی

یہ ایک موٹی بات ہے کہ آریہ وہ ہے جو پنڈت دیانند صاحب بانئے آریہ سماج کی تقلید کرتا ہو جب کبھی مسلمانوں کی جانب سے ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب کے خلاف شور و شر برپا ہوا آریہ سماج نے صاف کہدیا کہ وہ اس کے ایک بھی لفظ کی کمی و بیشی کو گوارا نہیں کر سکتے۔ اس صورت میں آریہ سماج کا ستیارتھ پرکاش کے مطابق چلنا ہرگز موجب حیرت و جائے تعجب نہیں۔ جب پنڈت جی نے تیرھواں باب حرف مسیح۔ مسیحیت اور مسیحیوں کے خدا کی ہتک اور بے عزتی کے لئے وقف کر دیا تو اگر آج آریہ صاحبان مسیحیوں اور مسیح کے خلاف کسی گندہ دہانی سے کام لیں تو ہمیں چاہئے کہ آریوں کو معذور جان کر معاف کر دیں۔ مسیح نے کبھی گالی سنکر بھی کسی کو گالی نہ دی۔ اور یہی وجہ ہے کہ مسیحیوں نے ستیارتھ پرکاش کے تیرھویں باب کی بدزبانی کے خلاف واویلا نہیں کیا۔ مگر اخبار زمیندار میں مسٹر مسیح دیال صاحب مبلغ ویپری مدراس کا حسب ذیل بیان پڑھ کر ہمیں حیرت ہوئی کہ کیا آپ نے ستیارتھ پرکاش کو کبھی نہیں پڑھا؟ چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ

"اب تک آریہ سماجی۔ ان کے لیڈر اور اخبارات زیادہ تر اہل اسلام کی طرف متوجہ تھے۔ لیکن اب عیسائی مذہب۔ عیسائی گورنمنٹ اور سناتن دھرمیوں کے برخلاف گندہ دہانی سے کام لیا جا رہا ہے آریوں کی تحریریں اور تقریریں دائرہ تہذیب و درجۂ شرافت سے گری ہوئی ہوتی ہیں۔ گالیوں سے کوئی مذہب فروغ نہیں پا سکتا۔ جنون تعصب عروج کا ذریعہ نہیں بلکہ مٹانے اور فنا کرنے والی چیز ہے۔ اسلام اور عیسائیت کو اندر کی مجبوب

گنوانا کی سرزمین ہند سے خارج کرنے کے منصوبے اور تدبیریں ہو رہی ہیں۔ مگر جیا دکن ساجاد ورپشی کے اصول کے مطابق سنگٹھن سنگٹھنیوں کے لئے پھانسی اور خودکشی کا موجب بنجائیگا (زمیندار ۲۵ ستمبر ۱۴ء)

مسٹر مسیح دیال کا کہنا تو سچ ہے۔ مگر کیا وہ چاہتے ہیں کہ سماجی حضرات پنڈت دیانند صاحب کی تقلید سراسر ترک کر دیں؟ (مسٹر خان)

غزل

ہیں اشک کس لئے اے عندلیب آنکھوں میں
ہے کس کے ہجر کا نقشہ عجیب آنکھوں میں۔
شب فراق میں آتی نہیں ہے پل بھر نیند
کہ پھرتی رہتی ہے شکل حبیب آنکھوں میں
مسیح آپ نے عرفان حق دیا ہم کو
نہیں ہے آپ سے بہتر ادیب آنکھوں میں
تمہارے عاشق صادق کو صبر کیونکر ہو
جو رکھے تم کو برنگ صلیب آنکھوں میں
نگاہ لطف خدارا ذرا ثمر پر بھی
گذارے رات یہ کبتک غریب آنکھوں میں

ضرورت ہے

بمبئی کیمیکل اور ڈرگس ورکس کے مینیجر کو ٹریولنگ کینویسرس (امتحان کنندگان) اور مقامی ایجنٹس کی ضرورت ہے جو ہندوستان کے تمام حصوں میں ایجنٹس اور ٹریولنگ کینویسرس کا کام انجام دے سکیں۔ تنخواہ پچاس روپیہ ماہوار کے ساتھ سفرخرچ بھی دیا جائیگا درخواستیں ذیل کے پتہ پر روانہ کی جائیں۔

دی مینیجر
دی بمبئی کیمیکل اینڈ ڈرگس ورکس
دوسری پیرخان سٹریٹ
مقابل جے۔ جے ہاسپٹل بمبئی۔

نوٹس

لنڈن ۳ اکتوبر۔ بارسوخ پولیٹیکل حلقوں میں یقین کیا جاتا ہے کہ لارڈ ریڈنگ کا جانشین پیشتر ازیں مقرر کر دیا گیا ہے اور ماہ رواں کے دوران میں سرکاری اعلان یقینی طور پر کر دیا جائیگا۔

اس امرواقعہ کو جو پورے طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ یا اس معاملہ کے متعلق ملک معظم کی خدمت میں پہنچایا گیا ہے بھاری اہمیت دی جاتی ہے اور محسوس کیا جاتا ہے کہ اس سے پہلے ایسی کارروائی کبھی نہیں کی گئی۔ سوائے اس صورت کے کسی امیدوار نے اپنی خدمات پیش کی ہوں۔

زبردست افواہ ہے کہ لارڈ برکن ہیڈ وائسرائے کا عہدہ منظور کرنے کے لئے تیار ہے۔ لیکن مسٹر بیلڈون محسوس کرتے ہیں کہ یہ تقرری ناممکن ہے لیکن شاید اس افواہ کی وجہ یہ ہو کہ یہ یقین کیا جاتا ہو کہ لارڈ برکن ہیڈ کا ارادہ صرف ہندوستان میں موقعہ پر موجود ہو کر پولیٹیکل صورت معاملات کا مطالعہ کرنے کا تھا۔ تاکہ اگر ادھر ہندوستان کی آیندہ گورنمنٹ کے متعلق آخری فیصلہ کرنے کا موقعہ پیدا ہو تو وہ آیندہ گورنمنٹ کی سکیم تیار کرنے کی ذمہ داری میں حصہ لے سکیں ورنہ وہ اور کسی خواہش سے وائسرائے بننا نہ چاہتے تھے۔

اب مارکوئیس آف لنڈنڈری کا نام آزادانہ طور پر لیا جاتا ہے لیکن لارڈ ونلڈ شے کا نام ہر ایک کی زبان پر ہے۔ اگرچہ لارڈ صاحب ذاتی طور پر اس معاملہ کے متعلق کوئی نام رکھنے سے انکاری ہیں۔

(بندے ماترم)

ناگپور ۷ اکتوبر۔ ہندو سبھا کا ڈیپوٹیشن مسٹر جوراجی ورد ہر بلے۔ ڈاکٹر مونجے اور مسٹر کھرے پر مشتمل ہے۔ روی گیا جو ضلع وردھا میں ایک تحصیل ہے تاکہ وہاں ستیاگرہ کی رہنمائی کرے یہ ستیاگرہ وہاں کے ہندو گورنمنٹ کے ان احکام کے خلاف پروٹسٹ کے طور پر کرنے لگے ہیں جو ہندوؤں کو اپنا جلوس باجے گاجے کے ساتھ مسجدوں کے سامنے سے نکالنے سے روکتے ہیں۔ ممبران ڈیپوٹیشن نے ڈپٹی کمشنر۔ ڈپٹی انسپکٹر جنرل ضلع سپرنٹنڈنٹ اور سربرآوردہ مسلمان لیڈروں سے ملاقات کی۔ دیر تک گفت وشنید ہوتی رہی تاکہ بسہولت کوئی سمجھوتہ ہو جائے۔ مسلمان لیڈروں نے ہندوؤں سے ایک دن اور اپنا ستیاگرہ ملتوی کرنے کی درخواست کی کہ جن شرائط پر ناگپور میں مولانا ابوالکلام آزاد اور پنڈت موتی لال نہرو نے سمجھوتہ کرایا ہے۔ ان پر غور کیا جا سکے۔ مزید گفت وشنید ہو رہی ہے اور نتایج کا نہایت بیقراری سے انتظار کیا جا رہا ہے۔

(بندے ماترم)

کلکتہ ۱ اکتوبر۔ نیشنل کرسچین کونسل آف انڈیا برما و سیلون کے صدر لاٹ پادری صاحب نائب صدر۔ ڈاکٹر ایس۔ کے۔ دتا اور ریورنڈ ڈبلیو پاٹن اور مسٹر بی اولفلپ سکریٹریاں کے دستخطوں سے مندرجہ ذیل اعلان شائع ہوا ہے۔ ۱۱ اکتوبر اتوار کا دن جنوبی افریقہ کے ہندوستانیوں سے قومی ہمدردی ظاہر کرنے کا دن تجویز کیا گیا ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ موجودہ ایشیاٹک بل پاس ہو گیا تو کثیر التعداد ہندوستانیوں کو جو جنوبی افریقہ میں پیدا ہوئے ہیں مجبوراً خارج ہو جائینگے اور جو وہاں رہینگے ان میں سے اکثروں کے لئے کام کرنے اور زندگی بسر کرنے کے لئے ایسے حالات پیدا ہو جائینگے جن کو وہ برداشت

نہیں کرسکینگے۔ قانون زیر بحث نے فریقین میں نہایت تلخ جذبات پیدا کر دیئے ہیں۔ گو چند یورپین عیسائیوں نے ہندوستانی حقوق کی حمایت کی ہے تاہم یہ صاف ظاہر ہے کہ عام طور پر یورپینوں میں اور خاص کر نٹال کے یورپینوں میں یہ جذبہ پایا جاتا ہے کہ اس قانون پر عملدرآمد کرایا جائے۔ اور یہ ایسی پالیسی ہے جس کے لئے وہ کوئی اخلاقی صفائی پیش نہیں کرسکتے۔ ابھی تدبر کا خاتمہ نہیں ہوا۔ مگر جو لوگ ایک منصفانہ فیصلہ کرانا چاہے ان کو بغض و عناد سے سامنا کرنا پڑتا ہے اور اس وقت تک کوئی قابل ترقی نہیں ہوسکتی۔ جب تک تبدیلی قلب نہ ہو۔ لہٰذا ہم نیشنل کرسچین کونسل آف انڈیا برما و سیلون کی طرف سے تمام عیسائیوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اتوار ۱۱ اکتوبر کو ہندوستانیوں یورپینوں اور جنوبی افریقہ کی گورنمنٹ اور لیجسلیٹو چیمبر کے لئے یہ دعا کریں کہ انصاف اور رواداری کے مطابق فیصلہ ہونے کے لئے رستہ صاف ہوجائے۔

(بندے ماترم)

ملتان ۶ اکتوبر۔ قاسم بیلہ کے قتل اور ڈاکہ کا مقدمہ آج ختم ہوگیا۔ سکندر اور پانچ دیگر اشخاص کو جو شعبہ فوج سے تعلق رکھتے تھے اور جنہوں نے قاسم بیلہ میں تین ہندوؤں کو قتل کیا تھا اور دو گھر لوٹ لئے تھے۔ آج صبح ڈسٹرکٹ جیل میں پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ ان کی درخواست رحم نامنظور کر دی گئی۔

(بندے ماترم)

امرتسر ۶ اکتوبر۔ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کی میٹنگ جو ۲۸ ماہ حال سے اکال تخت میں بند کمرہ میں ہو رہی ہے ابھی ختم نہیں ہوئی۔ کمیٹی دن کے وقت بھی اور رات کو بھی بڑی دیر تک بیٹھتی رہی ہے ۲۸ تاریخ کے شور و شر کے بعد اب مقابلتاً سکون ہے اور باہر کے ہجوم کو سردار امر سنگھ جھبال نے شانت کر دیا ہے۔ آج تین ریزولیوشن پیش کئے گئے۔ یعنی گوردوارہ ایکٹ کو منظور کر لیا جائے۔ بھائی پھیرو کا مورچہ ہٹا لیا جائے اور تمام بلاواسطہ کارروائی سے احتراز کیا جائے۔ مگر ان ریزولیوشنوں پر بحث نہ ہوسکی۔ ان میں سے پہلے ریزولیوشن پر کل بحث شروع اور میٹنگ ختم ہونے کے وقت کثرت رائے سے یہ فیصلہ کیا گیا۔ اس قانون پر ایک ماہ تک غور کرنا ملتوی کر دیا جائے۔ جب تک گورنمنٹ اس ایکٹ پر عملدرآمد کے لئے مسودہ قواعد بھی شائع کر دیگی۔ اس فیصلہ کی وجہ سے کمیٹی میں سخت اختلاف رائے ہوگیا اور ایگزیکٹو کمیٹی کے ۱۹ ممبران نے استعفٰے داخل کر دیا اور چونکہ تمام عہدہ داروں نے بھی استعفٰے دیدیا ہے۔ اس لئے اب انتہا پسند پارٹی کو اپنی وزارت بنانی ہوگی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سردار منگل سنگھ اور سردار نرائن سنگھ اور ان کے دیگر انتہا پسند رفقا جنہوں نے نئے ایکٹ پر عمل کرنے سے مخالفت ہونے کی وجہ سے استعفٰے دیدیا تھا اب پھر طاقت پکڑ گئے ہیں۔ امید کی جاتی ہے اس معاملہ پر اکالیوں میں ایک عام بحث چھڑ جائیگی۔ اور انتہا پسندوں کے طاقت پکڑ جانے پر امید کی جاتی ہے۔ آج کے اجلاس میں کمیٹی بھائی پھیرو کا مورچہ جاری رکھنے اور وقت ضرورت بلاواسطہ کارروائی کرنے کے خیال کی تائید کرے گی۔

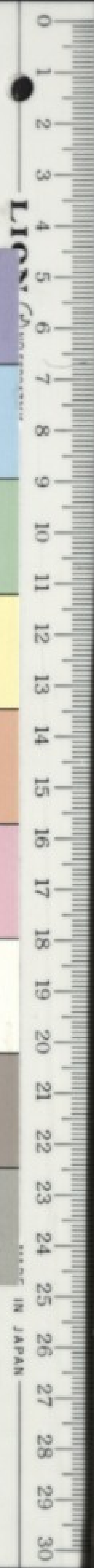
شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کی میٹنگ ابھی ختم نہیں ہوئی۔ نئی ایگزیکٹو کمیٹی ابھی کہیں نہیں بن سکی۔ تاہم سردار سرتا سنگھ مینجر ننکانہ صاحب اور سردار ارجن سنگھ جنرل سکریٹری منتخب ہوگئے ہیں اور ماسٹر دولت سنگھ سکریٹری بنائے گئے ہیں۔ یقین کیا جاتا ہے کہ یہ عہدہ دار اصلی طور پر انتہا پسند پارٹی کی قائمقامی نہیں کرتے۔ اس لئے خیال کیا جاتا ہے کہ گوردوارہ ایکٹ پر ازسر نو غور کرنے کا سوال پیش ہوجائیگا۔ چاہے کمیٹی کچھ ہی فیصلہ کرے۔ ماڈریٹوں اور انتہا پسندوں میں پھوٹ پڑ جانا لازمی ہے۔

اگر کمیٹی نے ایکٹ کو عملی جامہ پہنانے کا فیصلہ کیا تو مخالفوں کی طرف سے زبردست ایجی ٹیشن کا کیا جانا یقینی ہے اور اگر انتہا پسندوں کی فتح ہوئی تو ماڈریٹ کمیٹی سے اپنی تمام امداد واپس لے لینگے۔ کیونکہ وہ گوردوارہ کی اصلاح کے معاملہ میں کسی انتہائی کارروائی کے خلاف ہیں۔ ضلع لاہور کے ممبروں نے کمیٹیوں پر زور دیا ہے کہ بھائی پھیرو کا مورچہ ازسر نو جاری کر دیا جائے مگر کمیٹی کا ماڈریٹ حصہ بلاواسطہ کارروائی کے خلاف ہے۔

(بندے ماترم)

امرتسر ۶ اکتوبر۔ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کا اجلاس کل بعد دوپہر شروع ہوا جس میں دیگر کارروائی کے علاوہ جیسا کہ پیشتر انہیں اطلاع دی جا چکی ہے۔ گوردوارہ بل کے متعلق سردار منگل سنگھ صاحب کی اس مطلب کی ترمیم پاس ہوگئی کہ گوردوارہ بل پر بحث ایک ماہ تک ملتوی کر دی جائے۔ لہٰذا شرومنی کمیٹی کی موجودہ کمیٹی کی موجودہ ایگزیکٹو کمیٹی کے ۲۰ ممبر مستعفی ہوگئے اور شرومنی کمیٹی نے ان کے استعفٰے منظور کر لئے ہیں۔ جس کی بجائے نئے ممبروں کا انتخاب ہو رہا ہے۔

اس کے بعد ضلع لاہور کے نمائندوں نے



اجلاس میں اس بات پر زور دیا کہ بھائی پیرد کے مورچے کو ازسرنو جاری کر دیا جائے۔ اس امر پر بحث ہوتی رہی۔ مگر کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا اور شام کے ساڑھے سات بجے اجلاس ملتوی ہوا۔

آج صبح سے پھر اسی مضمون پر بحث جاری ہے کہ بھائی پیرد کے مورچہ کو قائم رکھا جائے یا بالکل بند کر دیا جائے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ مورچہ بھائی پیرو کو بند کر دیا جائیگا۔ اگرچہ ابھی تک یقینی طور پر کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ تادم تحریر اس مسئلے پر غور ہو رہا ہے۔

(م)

ممبران لیجس لیٹو اسمبل کے استعفےٰ کا مسودہ۔ یعنی وائسرائے ہند کے نام جو چٹھی اسمبل سے مستعفی ہونے کے وقت ممبران اسمبل کی طرف سے بھیجی جانی تھی اس کا اردو ترجمہ۔

یور ایکسیلینسی!

ہم مندرجہ ذیل اشخاص گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی دفعہ ۶۳ کے زیر تحت لیجسلیٹو اسمبل کے منتخب شدہ ممبروں کی حیثیت سے اپنی نشستوں سے جناب کی خدمت میں استعفےٰ پیش کرتے ہیں۔ نیز جن باتوں سے ہمیں یہ طریق عمل اختیار کرنے کے لئے مجبور کیا ہے۔ اُنہیں جناب کے سامنے مختصراً عرض کرتے ہیں۔ یہ باتیں زیادہ تر اس پالیسی سے پیدا ہوئی ہیں جو جناب کی گورنمنٹ اور صاحب وزیر ہند نے ہمارے مطالبات مورخہ فروری ۱۹۲۴ء کے متعلق اختیار کر رکھی ہے۔ جنہیں اس ہاؤس نے ایک نہایت زبردست کثرت رائے سے پاس کیا تھا۔ اور جو ہندوستان میں حکومت خود اختیاری کے متعلق تھے اس رزیڈیوشن کے پاس کئے جانے کے بعد گورنمنٹ نے جو کارروائی کی ہے وہ بالکل ناکافی تھی۔ اور اسمبل نے پھر ایک زبردست کثرت رائے سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ ایکٹ مذکور کو فوراً ہی اس طریق پر ترمیم کر دیا جائے جن کا ذکر اس رزولیوشن میں ہے جو اس ہاؤس نے ستمبر کو پاس کیا تھا۔ صاحب وزیر ہند نے پارلیمنٹ میں جناب نے اس اجلاس کے آغاز میں اور گورنمنٹ نے اپنے ہوم ممبر کے ذریعے پچھلے ہفتہ اس سوال پر بحث کے دوران میں جو اعلانات کئے ہیں۔ ان سے یہ صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ آپ اس ایکٹ پر جلد ہی کوئی نظر ثانی یا اس میں کوئی ترمیم کرنے کے ارادے نہیں رکھتے۔

مندرجہ بالا صورت حالات کے ہوتے ہوئے ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ امر نہایت پسندیدہ ہوگا اگر جناب اسمبلی کے اجلاس ہذا کو برخاست کر کے یہ ہدایت جاری فرمائینگے کہ ازسرنو انتخابات عمل میں لائے جائیں۔ تاکہ یقینی طور پر یہ معلوم ہو سکے کہ رزدیوشن مورخہ ستمبر میں جن مطالبات کو پیش کیا گیا ہے۔ کیا ان کی ملک بھی تائید و حمایت کرتا ہے؟ بہرحال ہم یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ اپنے اس دعوے کے ثبوت میں کہ ہمارے حلقہ ہائے انتخاب ہمارے ساتھ ہمراہی ہیں۔ جو کچھ بھی ہم سے ہو سکے کریں۔ اس لئے اپنی نشستوں سے استعفےٰ پیش کرتے ہیں۔ اور جناب سے درخواست پیش کرتے ہیں کہ جناب جس قدر جلد ممکن ہو سکے انہیں منظور فرمائیں۔

ہم رہنا چاہتے ہیں
یور ایکسیلینسی
کے نہایت فرمانبردار خادم

(بندے ماترم)

لنڈن یکم اکتوبر۔ لیبر پارٹی کی کانفرنس منعقدہ لرپول نے ہندوستان کے متعلق جو ترمیم شدہ رزیڈیوشن پاس کیا ہے۔ جسے مسٹر جارج لینسبری نے پیش کیا۔ اس میں ہندوستانیوں کے مکمل سیلف گورنمنٹ اور سیلف ڈٹرمینیشن (آتم نرنے) کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اس رزیڈیوشن میں ہندوستانی لیڈروں کے برٹش کامن ویلتھ آف نیشنز کی آزاد اور مساوی حصہ داری کے حق میں اعلانات کو خوش آمدید کہا گیا اور اعلان کیا گیا کہ برٹش گورنمنٹ کی پالیسی اس مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے اہل ہند کے ساتھ تعاون کی ہونی چاہیئے۔ اور کہ ہندوستان میں جابرانہ قوانین واپس لئے جانے چاہئیں اور ترغیب دی گئی کہ اہل ہند کی خواہشات کے مطابق ایک کانسٹی ٹیوشن پر فوری اطلاق کی غرض سے مختلف ہندوستانی پارٹیوں کے نمائندوں کی ایک کانفرنس بلائی جانی چاہیئے۔

یہ رزیڈیوشن اتفاق رائے سے پاس کیا گیا مسٹر فیز براکوے نے اس کی تائید کی۔ آپ نے سوراجیہ پارٹی کی طرف سے موصول شدہ ایک تار پڑھ کر سنایا۔ جس میں مکمل نوآبادیوں کی سی حیثیت کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

ہندوستان کے متعلق یہ رزیڈیوشن پیش کرتے ہوئے مسٹر لینسبری نے کہا کہ آپ ہندوستان کو سنگینوں اور بموں کے ذریعہ محکوم رکھ سکتے ہیں لیکن آزادی کے لئے جدوجہد کرنے والی قومیں اکثر اوقات نہایت بیرحمانہ ظلم کو بھی مغلوب کرنے کے قابل ہوتی ہیں اور مجھے یقین نہیں کہ سلطنت برطانیہ ہندوستان کو جیسا کہ آج ہے زیادہ دیر تک اپنے قبضہ میں رکھ سکتی ہے۔

(بندے ماترم)

لنڈن ۳ اکتوبر۔ ٹائمز کا نامہ نگار برلن

لکھتا ہے کہ ایم چیچرن کو لاکارنو کانفرنس میں روڑا اٹکانے میں کافی کامیابی ہو گئی ہے۔ اس نے جرمنی کے دل میں لیگ کی طرف سے بہت بے اعتمادی پیدا کر دی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسے ہر سٹریسمین کی طرف سے یہ یقین دلایا گیا ہے کہ جرمن گورنمنٹ کوئی ایسی کارروائی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی جس سے جرمنی اور سوویٹ روس کے دوستانہ تعلقات میں کوئی فرق آ سکے۔

برلن ۳ اکتوبر۔ روس و جرمنی میں جو سمجھوتہ ہو رہا تھا وہ کافی ترقی کر گیا ہے۔ جرمنی روس سے ایک تجارتی معاہدہ کرنے کے لئے تیار ہے اور جونہی جرمنی کے دفتر خارجہ کا کمیشن جو ماسکو گیا ہوا ہے جہاں کہ معاہدہ کا آخری خاکہ تیار ہوگا۔ معاہدے پر دستخط کر دیئے جائینگے۔

سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ موجودہ معاہدہ کو جرمنی اور روس کے دوستانہ اور اقتصادی تعلقات کے مضبوط کرنے کے راستہ کی طرف ایک صحیح قدم تصور کیا جانا چاہئے۔

(//)

شملہ اکتوبر۔ بادشاہ و ملکہ بلجیم شملہ کے اندرونی پہاڑی علاقوں کی سیر کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ وہ شملہ واپس آنے سے پہلے تارکشدا دیگر مقامات کا معائنہ کرینگے۔

(//)

پیرس ۳ اکتوبر۔ بیروت کا ایک تار مظہر ہے کہ وہ فرانسیسی فوج جو جبل دروس میں کام کر رہی ہے اس کا ایک دستہ بغیر کسی جنگ و جدل کے کھاردار پہنچ گیا ہے۔

(//)

لنڈن ۳ اکتوبر۔ ٹائمز کا نامہ نگار برلن ماسکو سے آمدہ اطلاعات کی بنا پر لکھتا ہے کہ ایم ٹراٹسکی کا بیان ہے کہ انہیں انقلابی جنگی کمیٹی کا ممبر بحال کر دیا گیا ہے

(//)

سرکاری اعلان ہے کہ ٹربیون مطبوعہ ۳۰ ستمبر میں جو یہ بیان شائع ہوا ہے کہ پٹی متصل ہال پولس سٹیشن ضلع امرتسر میں ڈاکہ پڑا۔ ڈاکو ایک سپاہی کو قتل کر کے کچھ بندوقیں پولیس سٹیشن سے اٹھا کر لے گئے۔ اس بیان کی بابت اعلان ہے کہ یہ بالکل لغو اور بے بنیاد ہے۔

میڈرڈ ۳ اکتوبر۔ عبدالکریم کے قلعہ پر قبضہ ہو جانے سے اخبارات خوشی کا اظہار کر رہے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اب عبدالکریم کا سمندر اور زرخیز علاقوں سے تعلق منقطع ہو جاویگا اور اسے پہاڑوں میں سر چھپانا پڑیگا۔

(بندے ماترم)

لنڈن ۳ اکتوبر۔ تنجیر کا ایک تار مظہر ہے کہ ریفیوں نے اپنی توپیں گڑھوں میں لگا رکھی ہیں اور وہ پے در پے طیطوان پر گولہ باری کر رہے ہیں اور توپیں چلانے کے بعد وہ پیچھے بھاگ جاتے ہیں۔ تاکہ ہسپانوی حملہ کی زد سے بچ جائیں۔

(//)

لنڈن ۵ اکتوبر۔ امیر فیصل آیندہ ہفتہ بادشاہ کے ساتھ ملاقات کرنے کے بعد جنوبی فرانس کو روانہ ہو جائیگا۔

(//)

روما ۵ اکتوبر۔ ملیریا کے متعلق بین الاقوامی کانگرس میں جس میں ہندوستان کے نمائندے بھی شامل ہوئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ روما میں انسداد ملیریا کے لئے ایک بین الاقوامی انسٹی ٹیوٹ قائم کیا جائیگا جس کے متعلق سکیم تیار کرنے کا کام کانگرس نے اپنی کونسل کے سپرد کیا۔

(//)

لنڈن ۳ اکتوبر۔ بیارک بروک میں اپنے حلقہ انتخاب میں تقریر کرتے ہوئے قضیہ موصل کا ذکر کیا اور اس بات پر زور دیا کہ کابینہ کی پالیسی یہ ہے کہ موصل سے دستکش نہ ہو جائے۔ آپ نے کہا کہ میری رائے میں جنگ ناممکن ہے علاوہ بریں یہ باور کرنا کہ ترک اپنے آپ کو جنگ کی زحمت میں ڈالیں گے۔ ناقابل یقین معلوم ہوتا ہے اگر جنگ کا کوئی خطرہ بھی ہے تو وہ اخبارات کے چند بزدل مالکوں کا پیدا کردہ ہے۔

(//)

اور حاضری کے علاوہ بہت سے دیہاتی مسیحی گرد و نواح سے آئے ہوئے تھے جو رجسٹر میں لکھے نہ گئے۔ سکرٹری کنونشن نے مجھ سے کہا کہ ۲۸ ستمبر اتوار کے دن تعداد دو ہزار سے کچھ زیادہ تھی۔ ڈاکٹر جے۔ اے۔ مکالی صاحب سکرٹری کنونشن کا حسنِ انتظام قابلِ تعریف تھا۔ کنونشن کی تمام ضروریات کے مہیا کرنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ ہاں اگر کوئی کسر انسانی تقاضا سے رہ گئی ہو۔ تو پورا انعام اللہ ہی کا ہے جو تمام نقص و عیوب سے پاک و مبترہ ہے۔ ویلکم پارٹی تمام ایام میں کنونشن مہمانوں کی آمد کی انتظاری میں ہر ٹرین پر حاضر اور السلام علیک کہتی تھی

کھانے پینے اور رہائش کا انتظام بدستور سابق تھا۔ اس انتظام میں چوٹی کی خدمت پادری ڈی۔ آر۔ گارڈن صاحب ڈی۔ ڈی کے سپرد تھی۔ جو اس انتظام کے جگت استاد مانے گئے ہیں۔ گذشتہ سالوں کی طرح اسکے سال بھی خوراک ٹکٹوں کی معرفت تقسیم کی جاتی تھی اور سب مہمان اور میزبان خوش و خرم تھے ہر جگہ میزبانوں کا انتظام عمدہ اور باقاعدہ تھا بعض اصحاب سے سنتے تھے کہ خوراک ذرا گراں قیمت پڑتی ہے مگر جب کنونشن کے اخراجات اور مقصد پر دھیان جاتا تھا تو ایسی فالتو باتوں کا فوراً ہی ازالہ ہو جاتا تھا۔ جو لوگ روحانی بھوک اور پیاس کا احساس لیکر کنونشن میں حاضر ہوئے وہ کیونکر دال۔ بھات اور ٹفن کے ہاتھ بلوٹھے ہونے کا حق بیچ سکتے تھے۔ اس کنونشن کا مضمون کلیسیا خدا کا مقدس تھا۔ ہر صبح دو گھنٹے بائبل سٹڈی ہوتی تھی۔ افسیوں کا خط زیر مطالعہ تھا۔ پادری بیوہل صاحب نے پہلے تین دن میں کلام کی تفسیر میں نہایت عجیب اور موثر طریق پر خدا کے مسکن اور اس کی حضوری اور کلیسیا کی عمدگی اور خوبصورتی کا بیان کیا۔ اور باقی دنوں میں پادری۔ ایم۔ ایم براؤن صاحب نے خط کے چھٹے باب سے عمانوایل اور اس کی فوجوں کے ساتھ ابلیس اور شیاطین کی جنگ اور ابلیسی مورچہ بندیوں اور شیطان کی تجویزوں پر ایک نہایت ہی حیرت اور عبرت انگیز نظارہ سے کنونشن کو روحانی جنگ کے لیے مستعد اور آمادہ کر دیا اور سب حاضرین کو روحانی اسلحہ کی تیاری کے مسیحی میگزین میں ہتھیار لینے کی فکر پڑ گئی۔ دوپہر کی میٹنگوں کے لئے پادری ڈبلیو۔ پی۔ ہیرس اور پادری ای۔ ڈی۔ کلینٹ اور پادری ملوچند صاحبان کی پنجابی زبان میں تقریریں عجیب دلپسند اور موثر اور پنجابی محاورات اور طرز و طریق پر آن پڑھ اور دیہاتی عیسائیوں کی موجودہ حالت اور ضرورت کے حسب حال تھیں۔ پادری ملوچند صاحب تو تھے پنجابی مگر ہیرس اور کلینٹ صاحبان بھی تو پنجابیوں میں ایسے شیر و شکر ہو گئے ہیں کہ اب مشکل سے کوئی دیہاتی ان کو مرزبانی میں جیت سکتا ہے۔ پادری ملوچند صاحب نے بیان کیا کہ جب تک پنجاب کی کلیسیا خالص سیلف سپورٹ نہ ہو تب تک وہ بیابانی خیمہ ہے۔ سلیمان والی آراستہ ہیکل اب تک پنجاب میں نظر نہیں آتی اور جب تک لوگ قیمتی اور تراشے ہوئے پتھر کلیسیاء کی عمارت کے اُٹھانے کے لئے نہ دینگے وہ بیابانی خیمہ رہیگی۔ مگر افسوس ہے کہ اس قسم کی عزت کلیسیا میں نقی کے قریب ہے اور یہ سچ بھی ہے کیونکہ خود کلیسیا کے معماروں کا یہ حال ہے کہ جو لڑکا ہونہار تعلیم یافتہ اور صاحب قابلیت ہوتا ہے اُسکو تو سرکاری ملازمت اور دیگر دنیوی جاہ و حشمت کے لئے رکھ چھوڑتے ہیں اور جو نکما کم تعلیم اور نالائق اور ناپسندیدہ ہو وہ مشن کا استاد یا سکول ٹیچر یا منسٹری کی نذر کر دیا جاتا ہے۔ پس خدا کا مقدس بننے کے لئے قیمتی اور تراشے ہوئے پتھروں اور چیزوں کی ضرورت ہے (پادری نوبل)

داستانِ زندگی

موت سے وابستہ ہے لطفِ بیانِ زندگی
ختم اک ہچکی پہ ہوگی داستانِ زندگی

ہو گئے احباب بھی ایذا رسانِ زندگی
کتنا عبرت خیز ہے یارب اجہانِ زندگی

حُسن کیا سمجھے مرا رازِ نہانِ زندگی
عشق سے لبریز ہے کُل داستانِ زندگی

آخرت کا کر لیا سامان اہلِ ہوش نے
بوالہوس دیکھا کئے خوابِ گرانِ زندگی

اُن کی آنکھوں میں بھی کچھ آنسو ڈھلک کر رہ گئے
اُف یہ درد انگیز میری داستانِ زندگی

کچھ اسی کے دم سے وابستہ ہے لُطفِ خلش
میں سمجھتا ہوں ترے ناوک کو جانِ زندگی

تاکہ میرے بعد درسِ ہوش لیں اہلِ نظر
دل کے ہر ذرہ پہ لکھی داستانِ زندگی

آپ کے آتے ہی سانس اُکھڑی مریضِ ہجر کی
متصل ساحل کے ٹوٹا بادبانِ زندگی

دل ہے پہلو میں مگر افسردہ ہجرِ شباب
دل کو میں روتا ہوں دل ہے نوحہ خوانِ زندگی

ہو گیا خاموش بیمار اب ہمیشہ کے لئے
پایۂ تکمیل کو پہنچا بیانِ زندگی

بعد مُردن یاد آتے ہیں مزے سب زیست کے
کس قدر دلچسپ تھا خوابِ گرانِ زندگی

غنچۂ دل کیوں نہیں ہوتا شگفتہ اب کبھی
کیا ہوئی اس کی بہار اے باغبانِ زندگی

برق بنکر تو اسی پر اے نظر گرتی رہی
عمر بھر سمجھا کیا جو تجھ کو جانِ زندگی

مژدہ باد اے پیکرِ غم وقتِ راحت آ گیا
چند سانسیں اور باقی ہیں نشانِ زندگی

اک نیا عزم اور ہے صیاد کے پیشِ نظر
کیوں قفس میں شاد ہیں آفت کشانِ زندگی

آخری نالہ تھا کچھ اس درجہ افسردہ مرا
گر گئی میری نظر سے داستانِ زندگی

سانس اُکھڑی ہچکیں سرشار دل کی حسرتیں
لٹ گیا منزل پہ آکر کاروانِ زندگی

(صدر الدین سرشار گسمنڈوی)

غزل

(از قلم منشی وکٹر ای نیوٹن ثمر دہلوی مقیم رود پڑ)

دل میں ارمان ہی ارمان نظر آتے ہیں
جیتے جی موت کے سامان نظر آتے ہیں

قطرۂ خوں بھی نہیں اُن کی تواضع کے لئے
خانۂ دل میں وہ مہمان نظر آتے ہیں

جس نے سینہ کو کیا صاف نکالا کینہ
اُس کو انسان ہی انسان نظر آتے ہیں

تیر پر تیر لگائے جو بتِ قاتل نے
دل میں پیکان ہی پیکان نظر آتے ہیں

دل سے دیکھو ہوا دور تجلی آئی
کرم حق ہے جو عرفان نظر آتے ہیں۔

ہو گیا جب سے توکل پہ بھروسہ میرا
کار دشوار بھی آسان نظر آتے ہیں

دن کو رہتا ہے جو اُس زلفِ معنبر کا خیال
رات بھر خواب پریشان نظر آتے ہیں

بزم عالم کا ثمرؔ خوب تماشہ دیکھا
چار خوش چار پریشان نظر آتے ہیں

نور افشاں کی توسیع اشاعت کے لئے
نہایت سرگرم کوشش کیجئے۔

اشتہار کتب

حیات داؤد۔ مصنفہ پادری ایف۔ بی مائر صاحب چرواہا۔ زبور نویس دربار شاہ۔ اس کا بیجوڑ سالہ۔ بادشاہ کے حضور طلبی۔ تاریکی۔ خدا کے برگزیدہ کا ایمان۔ رب الافواج کے نام سے یونتن۔ ہر دلعزیز۔ تیروں کا پیغام۔ قریباً بے راہ۔ عدولام کا منارہ۔ سفید چقمق۔ غم کے سکھلائے ہوئے گیت وغیرہ ۲۷ ابواب ہیں۔ اس مشہور بادشاہ کے دینی حالات کا مطالعہ۔ دین و دنیا دونوں کے حالات سے واقف کرنے والا ہے صفحہ ۱۹۰۔ ۴ر

حکایت زرستان معہ تصاویر۔ ایک برفانی جزیرہ میں مشنریوں کے جانے اور کام شروع کرنے کے حالات اور وہاں کے لوگوں کے احوال وعادات صفحہ ۸۴۔ ۴ر

ہندو۔ محمدی اور مسیحی مذہب کا مقابلہ۔ مضمون نام سے ظاہر ہے۔ ہر سہ مذاہب کا خدا۔ تجسم خدا۔ گناہ۔ طریق اور الہام کے مسائل پر مقابلہ دکھایا ہے طبع ثانی صفحہ ۳۶۔ ۱ر

حقیقت گناہ۔ مولفہ پادری ہوپر صاحب۔ گناہ کی ماہیت۔ گناہ کی ذمہ داری۔ کیا گناہ ضروری ہے۔ گناہ کا امکان اور گناہ کی تاثیر۔ موروثی بُرا میلان۔ خود مختاری صفحہ ۱۳۲۔ ۴ر

گناہ کیا ہے۔ مصنفہ پادری ڈبلیو۔ آر۔ ڈبلیو گارڈنر صاحب۔ قرآن میں گناہ کی کیا تعریف آئی ہے۔ آیتوں کے اردو ترجمے بمع حوالجات درج ہیں۔ قرآن میں گناہ کے اقسام۔ ایمان اور اعمال۔ گناہ کا احساس اور علم صفحہ ۵۷۔ ۳ر

گلدستہ وعظ حصہ اول۔ رومن اردو میں ۱۹۲ صفحے قیمت ۱؍ کپڑا ۸؍

ملنے کا پتہ۔

سکرٹیری پنجاب ریلجس بک سوسائٹی پنجاب

یونئگ کرسچن ہائی سکول لودیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔ جس نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار ہندوستانی خواتین اسکی مدد کرتی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس بحساب سرکاری شرح ہے متفرق اخراجات کے لئے عہ ماہوار فی طالب علم۔ کتابوں اور سٹیشنری کی قیمت اس کے علاوہ ہے بروجب نئے انتظام چالیس فی صدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز۔ کرسی۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جز کشائی عہ سے ۱۲؍ تک۔ بکروکرنول عہ سے ۶؍ تک مزید حالات پرنسپل صاحب و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پُر فضا و بہجت افزا مقام پر واقع ہے اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس۔ خوشنما کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر۔ جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجایش ہے۔ لہٰذا اطلاع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر:۔ پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ
ضلع گورداسپور

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوا نچند صاحب پروپرائٹر چھپا۔